الایام مجلسِ تحقیق برائے اسلامی تاریخ وثقافت، کراچی جلد:۴، شمارہ:۲، جولائی۔دسمبر ۲۰۱۲ء

وفیاتِ معارف

محمد شکیل صدیقی ☆

''وفیات'' لکھنے کے باوجود بحیثیت علم وفن وفیات نویسی کے مطالعے کی جانب کبھی دھیان نہیں گیا اس لیے اس کے مبادیات ومباحث سے زیادہ آگاہی نہیں ہے زمانہ طالب علمی میں اساتذہ کرام سے ابن خلکان ۱ کی وفیات الاعیان وانباء الزمان ۲، ذہبی ۳ کی تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام ۴ اور ابن کثیر کی البدایہ والنھایہ جبکہ اردو زبان میں علامہ سلیمان ندوی صاحب کی یادرفتگاں کا نام سنا تھا اور نظروں سے بھی گذری تھیں تاہم بھلا ہو ڈاکٹر سہیل شفیق (اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی) کا انہوں نے ''وفیاتِ معارف'' کا نسخہ تبصرہ کے لیے دیا جس سے وفیات نویسی کی تاریخ کے تفصیلی مطالعہ کا اتفاق ہوا۔ ڈاکٹر سہیل شفیق نے وفیاتِ معارف کے آغاز میں چند صفحات پر مشتمل اپنے عالمانہ وفاضلانہ مقدمہ میں وفیات نویسی کی تاریخ پر ایک جامع مقالہ سپردقلم کرکے گویا دریا کو کوزے میں بند کردیا ہے انھوں نے مقدمہ میں عربی اور اردو زبان وفیات کی تاریخ کا علمی و تحقیقی مطالعہ پیش کیا ہے وہ رقمطراز ہیں کہ:

''اسلامی عہد کے ادب میں وفیات نگاری کی روایت عربی زبان میں شروع ہوئی اور اس نے دوسری زبانوں فارسی، ترکی اور اردو ادب میں وفیات نگاری کو بھی متاثر کیا اس موضوع پر قدیم ترین کتاب یعقوب بن سفیان الفسوی (م ۲۷۷ھ/۸۹۰ء) کی ہے...... وفیات کے موضوع پر لکھی جانے والی کتب میں سب سے زیادہ شہرت جس کتاب کو حاصل ہوئی وہ ابوالعباس شمس الدین احمد المعروف ابن خلکان کی وفیات الاعیان وانباء الزمان ہے۔'' ۵

ڈاکٹر سہیل شفیق نے اردو زبان میں بھی وفیات نویسی کے آغاز وارتقاء اور سرمایہ کی بھی نشاندہی کی ہے ان کے مطابق:

''اردو زبان میں وفیات کے ضمن میں...... بے حد اہم، مفید اور مبسوط کام ابونصر خالدی (م ۱۹۸۵ء) کا ہے جسے انھوں نے وفیات اعیان الھند کے نام سے مرتب کیا ہے جسے شاہ ولی اللہ انسٹی ٹیوٹ، دہلی کے اہتمام سے ۲۰۰۵ء میں شائع کیا

☆ ڈاکٹر محمد شکیل صدیقی، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، کراچی یونیورسٹی، کراچی۔

، جامع اور مشاہداتی اور اعترافی نوٹ یا شذرہ ہوتا ہے اور اس میں حتی المقدور متوفی کے معائب سے زیادہ محاسن کو موضوع گفتگو بنایا جاتا ہے لیکن یہ حتمی اصول نہیں ہے بلکہ متوفی کی زندگی میں سرزد ہونے والی تسامحات جس کا تعلق انفرادی یا اجتماعی امور سے ہے انھیں بھی مہذب اور شستہ انداز میں موضوع اور زیر بحث لایا جا سکتا ہے سوانح نگاری میں تنقید اور تنقیح کی رعایت وفیات نویسی کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہے۔

(۳) وفیات نویسی کا اسلوب بھی منفرد ہے اس کا تعلق وارداتِ قلبی اور ذاتی تعلق وشناسائی سے ہے وفیات نویسی کو المیہ نگاری Tragic Writting میں بھی شمار کیا جا سکتا ہے۔ وفیات جس قدر پر اثر اور پر درد ہوگی وہ قلب وذہن پر زیادہ اثر انداز ہوگی اس لئے وفیات نویس کا متوفی کی ذات وخدمات سے کامل آگاہی اور کسی حد تک ذاتی تعلق ومراسم ہمارے خیال میں موثر وفیات نویسی کے لیے بہت ضروری ہے، اس کا اندازہ اکثر وبیشتر وفیات کے عنوانات وموضوعات سے بھی لگایا جا سکتا ہے جو حسرت وآیات کا نمونہ ہوتے ہیں۔

(۴) وفیات نویسی کو اگر ایک برجستہ اور فطری فن قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا وہ وفیات جو قلم برداشتہ اور بے ساختہ ہوتی ہیں ان میں ایک فطری حسن اور سادگی محسوس کی جا سکتی ہے اس کا اندازہ سید سلیمان ندوی کی وفیات پر مشتمل تحریروں سے کیا جا سکتا ہے تاہم اخبارات کے ادارتی کالموں کے شذرات اکثر وبیشتر پیشہ ورانہ ضرورت اور روایتی اسلوب کے حامل ہوتے ہیں مجھے یاد ہے کہ سابق صدر پاکستان غلام اسحٰق خان پر ایک اخبار نے اپنے اداراتی کالم میں جو شذرہ تحریر کیا وہ یکسر ہر طرح کے جذبات سے عاری تھا۔

(۵) وفیات نویسی کے لیے بلاشبہ تاریخ وفات وپیدائش لازی شرط ہے لیکن یہ ایک عہد کی تاریخ بھی ہے متوفی کے زمانہ وماحول سے تاریخی واقعات اور رجحانات بھی کشید کیے جا سکتے ہیں متوفی کا عہد وحالات اس کی ذات سے الگ نہیں کیے جا سکتے اس بناء پر اسے تاریخ نویسی کی صنف میں شمار کیا جاتا ہے۔

ان معروضات کا مقصد محض اہل علم وفکر کو متوجہ کرنا ہے کہ دیگر علوم کی طرح وفیات کے علم وفن کو بھی سائنسی اصولوں پر مرتب کیا جائے اس کے اصول وقواعد مقرر کیے جائیں اور ہم طالبان علم کی وفیات کے فن سے متعلق رہنمائی فرمائیں۔

وفیاتِ معارف محض معروف شخصیات کی وفیات حسرت آیات کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ایک گونا گوں خصوصیت کی حامل ایک ایسی دستاویز ہے جسے انسائیکلوپیڈیا قرار دیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ہم ان خصوصیات کا اجمالی جائزہ لیں گے۔

وفیات کی پہلی خصوصیت تو یہ ہے کہ فاضل مرتب نے دارالمصنفین کے قیام کی مختصر تاریخ، اغراض ومقاصد اور ایک علمی دینی جریدے یعنی ماہنامہ معارف کے اجراء اور سلسلۂ وفیات کا جائزہ لیا ہے جس کے مطابق ۱۹۱۵ء میں دارالمصنفین کی تاسیس اور ماہنامہ کا پہلا شمارہ رمضان المبارک ۱۳۳۴ھ (بمطابق ۱۹۱۶ء) جاری ہوا۹ اور اس کے پہلے مدیر علامہ شبلی نعمانی (۱۸۵۷-۱۹۱۴ء) کے شاگرد عزیز علامہ سید سلیمان ندوی تھے۔ ڈاکٹر سہیل کی تحقیق کے مطابق معارف میں وفیات پر پہلا مضمون علامہ شبلی نعمانی پر سید سلیمان ندوی نے سپرد قلم کیا۔۱۰

ہوئے یہ عنوانات وموضوعات بھی متوفین کے شایان شان اوران کی سیرت وشخصیت کی خصوصیت کے عکاس ہیں جیسے اکبراللہ آبادی کی وفیات کی سرخی ''غم اکبر'' ہے، اسی طرح ''ہماری جماعت کا لعل شب چراغ گم ہوگیا'' (عبدالرحمٰن)، ''الصلوۃ علی ترجمان القرآن'' (مولانا حمید فراہی)، ''ماتم یہ زمانے میں ''بپا'' تیرے لیے ہے'' (مولانا محمد علی جوہر)، ''ماتم گسار برامکہ کا ماتم'' (مولوی عبدالرزاق کانپوری)، ''مسندِ شبلی اجڑ گئی'' (سید صباح الدین عبدالرحمٰن) وغیرہ۔[۱۷]

(و) فاضل مرتب نے معارف سے محض وفیات کو مرتب ومدون نہیں کیا ہے بلکہ معارف کی ایک ایک سطر کا عرق ریزی سے اس طرح مطالعہ کیا ہے کہ جہاں کہیں بھی کسی کی وفات کا تذکرہ آیا ہے اسے محفوظ کرلیا ہے۔ انھوں نے تاریخی حقائق کی تصحیح کے لیے استدراکات اور تصحیحات کا فریضہ بھی سرانجام دیا ہے۔ اور وفیات معارف کی فہرست، زمانی ترتیب کے ساتھ مرتب کی ہے نیز وفیات اور وفیاتِ معارف کا اشاریہ بھی آخر میں پیش کیا ہے جو شخصیات کے ناموں کی الفبائی ترتیب کے مطابق ہے۔[۱۸]

وفیات معارف میں شامل شخصیات پر جو تحریریں ہیں ان کا مواد اور اسلوب خود ایک تفصیلی موضوع ہے ظاہر ہے اس پر تبصرہ نہیں تحقیق ہوسکتی ہے اور اسے مطالعہ وتحقیق کا موضوع بننا چاہیے میں تو وفیات کے سرسری مطالعہ کے بعد صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ وفیات معارف ڈاکٹر سہیل شفیق کی شبانہ روز محنت اور لیاقت وصلاحیت کا ایک عظیم شاہکار اور علمی، تحقیقی اور ادبی دستاویز ہے اور خود سہیل شفیق علمی افق پر نمودار ہونے والا وہ ستارہ ہے جس کی ضیاء پاشیوں سے مطالعہ وتحقیق کے نئے باب روشن ورقم ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس جلیل القدر علمی کاوش کو اجر وثواب کا ذریعہ بنادے۔ (آمین)

سخت ناسپاسی ہوگی اگر اس موقع پر ادارۂ قرطاس، کراچی اور اس کی روح رواں پروفیسر ڈاکٹر نگار سجاد ظہیر کی علم دوستی اور سرپرستی کا اعتراف نہ کیا جائے ڈاکٹر نگار نے قرطاس کے ذریعے اسلامی تاریخ وادب کی اشاعت کا گراں قدر فریضہ انجام دیا ہے اور ادارہ اب تک اسلامی تاریخ، ادبیات اور مختلف تحقیقات پر سو کے لگ بھگ کتابیں شائع کرچکا ہے۔

''وفیات معارف'' A-4 سائز کے ۷۹۳ صفحات پر مشتمل ہے جو طباعت کے جملہ معیار سے بڑھ کر پرکشش اور جاذب نظر ہے قرطاس نے بتدریج اپنی اشاعت کے معیار کو بلند کیا ہے اور اشاریۂ معارف کے بعد وفیاتِ معارف بلاشبہ طباعت میں شاہکار کا درجہ رکھتا ہے اس کی قیمت ۱۵۰۰ روپے ہے جو نہایت معقول ہے۔ اردو بازار میں فضلی سُپر مارکیٹ (کراچی) کے علاوہ اسے درج ذیل پتے، فلیٹ نمبر 2، پہلی منزل، عثمان پلازہ، بلاک B-13 گلشن اقبال کراچی سے حاصل کیا جاسکتا ہے یا موبائل (0321-3899909) اور ای میل saudzaheer@gmail.com کے توسط سے بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔